لباس......اسلامی تہذیب کی روشنی میں

مولانا ولی اللہ مجید قاسمی

لباس اور ستر پوشی انسانی فطرت اور تہذیب وشائستگی کی علامت ہی نہیں زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت بھی ہے۔
لباس اولاد آدم کی وہ خصوصیت ہے جس سے وہ دیگر حیوانات سے ممتاز ہوتا ہے۔ لباس شرم وحیا کے فطری تقاضوں کی تکمیل ہی نہیں تہذیب وتمدن کا ایک معیار بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ تخلیق انسانی کے ابتدائی دور ہی میں ستر پوشی کی طرف رہنمائی کی گئی۔ ارشاد باری ہے:

''(اے آدم!) جنت میں تم کبھی بھوکے نہ ہوگے اور نہ ننگے، نہ تمہیں پیاس لگے گی اور نہ دھوپ میں تپو گے۔''

اور آگاہ کر دیا گیا کہ خبردار اس سلسلے میں شیطان کی فریب کاریوں کا شکار نہ ہو جانا، وہ تمہیں انسانیت کی سطح سے گرا کر جانوروں کی طرح ننگا اور بے پردہ کرنے کی کوشش کرے گا، لیکن حضرت آدم اور حوا کو شیطان نے دھوکا دیا اور انہوں نے ممنوعہ درخت کو کھالیا جس کے نتیجے میں جنتی لباس اُتار دیا گیا۔

''شیطان دونوں کو دھوکہ دے گیا، جب دونوں نے درخت کا پھل چکھا تو ان کے ستر بے پردہ ہو گئے۔''
لیکن جذبہ حیا اور فطرت کے تقاضوں سے مجبور ہو کر دونوں درخت کے پتوں سے اپنا تن ڈھانکنے لگے''
''اور دونوں اپنے اوپر درخت کے پتے چپکانے لگے۔

حضرت آدم وحوا سے یہ لغزش ہو چکی، اس لئے اب آدم کے بیٹوں اور حوا کی بیٹیوں سے خطاب کر کے فرمایا جارہا ہے کہ تم اب شیطان کے پھندے میں نہ آجانا، کیونکہ وہ تمہارا ازلی دشمن اور لباسِ انسانیت کو تار تار کرنے والا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

اے آدم کی اولاد! شیطان تمہیں فتنے میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا۔
اس طرح دونوں سے ان کا لباس اتروا دیا جس سے وہ دونوں بے پردہ ہو گئے۔

اور بطور احسان فرمایا جارہا ہے کہ ہم نے تمہارے لئے ایسے اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ جس سے تم زمین میں جا کر پوشش کا سامان بہم پہنچا سکتے ہو، اس لئے اس سمت بے توجہی نہ ہو اور ہمیشہ تن ڈھانکے رہنا۔

یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً یواری سوآتکم وریشاً ولباس التقوی ذٰلک خیرٌ(۵)

اے اولادآدم! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہارے ستر کو چھپاتا ہے اور زیب وزینت بھی ہے، اور تقوے کا لباس وہی بہتر ہے۔

حضرت آدم وحوا کے اس واقعے میں بار بار لباس کے تذکرے سے جہاں لباس کی اہمیت، تاکید اور وجوب کی وضاحت ہوتی ہے وہیں اس بات کی طرف اشارہ بھی مقصود ہے کہ شیطان اپنے وسوسوں سے پہلے "لباس تقویٰ" سے محروم کردیتا ہے، شرم وحیا کے جوہر کو چھین لیتا ہے پھر یہ ظاہری لباس ایک بوجھ معلوم ہونے لگتا ہے تا آنکہ مختلف حیلوں اور تدبیروں سے اسے بھی جسم سے علیحدہ کردیتا ہے، معلوم ہوا کہ لباس باطنی (تقویٰ) اور لباس ظاہری میں ایک مضبوط رشتہ ہے، اسی کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے آیت کے آخر میں "ولباس التقویٰ ذٰلک خیر" کہا گیا۔

حدیث میں مختلف پیرایہ سے لباس کی طرف توجہ دلائی گئی، بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ تنہائی میں بھی بلاضرورت برہنہ ہونا بہتر نہیں تاکہ شرم وحیا انسان کی عادت اور خصلت بن جائے، زبان نبوت سے ارشاد ہوتا ہے۔:

لوگو! برہنگی سے بچو، کیونکہ تمہارے ساتھ ایسے لوگ رہتے ہیں جو کبھی تم سے جدا نہیں ہوتے (مراد فرشتے ہیں) سوائے قضائے حاجت اور ہم بستری کے وقت، سوان سے شرم کرو اور ان کا احترام کرو۔(۶)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

اپنی شرم گاہ کی حفاظت کر، بجز اپنی بیوی اور لونڈی کے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا، یارسول اللہ! جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ (سفر وغیرہ) میں ہوں تو؟ فرمایا کہ اگر تجھ سے ہوسکتا ہے کہ کوئی نہ دیکھے تو ضرور ایسا کرو، میں نے عرض کیا جب ہم میں سے کوئی تنہائی میں ہو تب؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔(۷)

ضرورت کے وقت ستر کھولنے کی اجازت دی گئی ہے مگر حسب ضرورت۔ ارشاد نبوی ہے:

جب تم شوہر بیوی کے تعلقات قائم کرنا چاہو تو گدھے کی طرح بالکل ننگے نہ ہوجایا کرو۔

غسل کے وقت بھی بلاضرورت بے لباس ہونے سے روکا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ غسل خانہ میں بغیر لنگی کے داخل نہ ہو۔

پوری اُمت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ جسم کے کچھ حصے کو (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ رکھنا فرض ہے۔ تنہائی میں ستر پوشی ضروری ہے یا نہیں اس مسئلے میں فقہا کی رائیں مختلف ہیں، شافعیہ اور حنفیہ کے یہاں راجح یہ ہے کہ تنہائی اور خلوت میں بھی طبعی اور شرعی ضرورت کے بغیر ستر کھولنا جائز نہیں ہے، جبکہ مالکیہ کے یہاں تنہائی میں ستر پوشی صرف بہتر اور مستحب ہے، اوپر مذکورہ احادیث سے ان لوگوں کے نقطۂ نظر کی تائید ہوتی ہے جو تنہائی میں بھی ستر پوشی کو واجب اور ضروری قرار دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جنہیں اللہ نے عقل سلیم سے نوازا ہے اور جن کی فطرت مسخ نہیں ہوئی وہ اگر ان ہدایات وارشادات کا بغور مطالعہ کریں تو بے ساختہ بول اُٹھیں گے کہ انسانیت کی اس سے بڑی کوئی خدمت نہیں ہوسکتی کہ اللہ اور اس کے رسول نے لباس کا حکم دے کر جنسی انارکی اور طوفان بدتمیزی کے ایک بہت بڑے سیلاب پر بند لگا دیا ہے، ورنہ اس دنیا کی کیا حالت ہوتی، سوچا نہیں جاسکتا۔

لباس سے متعلق بنیادی اصول: اسلام دین فطرت ہے، اس لیے ہر معاملہ میں وہی تعلیم دیتا ہے جو فطرت کے

مطابق اور عقل سلیم سے ہم آہنگ ہو، چنانچہ اس نے ستر پوشی کو واجب اور ضروری تو قرار دیا لیکن اس کے لئے کوئی مخصوص وضع قطع متعین نہیں کی، کیونکہ لباس کی ساخت، تراش، خراش اور نوعیت لوگوں کے مزاج و مذاق کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتی ہے۔ موسم، آب و ہوا، جغرافیائی حالات و خصوصیات کے اعتبار سے بھی لباس میں تفاوت ناگزیر ہے، نیز طرزِ معاشرت، معاشی حالت اور تہذیب و شائستگی بھی لباس پر اثر انداز ہوتی ہے، اس رنگارنگی اور اختلاف کے باوجود لوگوں کو کسی ایک لباس کا پابند بنانا مشکل اور دشوار تو ہے ہی خلاف فطرت بھی ہے، اس لئے اسلام نے کسی خاص لباس کا پابند نہیں بنایا بلکہ اس سلسلے میں چند رہنما اور بنیادی اصولوں پر اکتفا کیا تاکہ تمام لوگ اس اعتبار سے اپنے لباس کی اصلاح کرلیں۔

واجبی لباس: کم از کم لباس جو کسی مرد کے لئے ضروری ہے، یہ ہے کہ وہ ناف سے لے کر گھٹنے تک کے حصہ کو چھپالے، حنفیہ کے یہاں ناف ستر میں داخل نہیں ہے، جبکہ گھٹنا ستر میں شامل ہے، دیگر ائمہ کے یہاں راجح قول کے مطابق ناف اور گھٹنا دونوں ستر میں داخل نہیں ہیں، تاہم اس سے ملے ہوئے حصے کو چھپانا ضروری ہے۔ ایک عورت کے لئے منہ، ہاتھ، پاؤں کے علاوہ بقیہ تمام جسم کو چھپانا ضروری ہے۔ واضح رہے کہ یہ ستر کے احکام ہیں، حجاب اور پردے کی حدود اس سے بھی زیادہ ہیں کہ اجنبی مردوں سے ہاتھ اور چہرہ وغیرہ کو چھپانا بھی ضروری ہے۔

لباس ساتر: لباس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بدن کو چھپائے، اس قدر باریک اور شفاف نہ ہو کہ کپڑا پہننے کے باوجود برہنہ اور بے لباس معلوم ہو، اس کے اندر سے بدن جھلک رہا ہو، اس کی ساخت اس قدر تنگ اور چست نہ ہو کہ جسم کے نشیب و فراز نمایاں ہوں، حضرت دحیہ کلبی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبطی کپڑے (جسے مصر کے قبطی بنایا کرتے تھے، باریک اور سفید رنگ کا ہوا کرتا تھا) لائے گئے، آپ نے اس میں سے ایک کپڑا مجھے دیا اور فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کرلو، ایک کی تم قمیص بنالو اور دوسرا ٹکڑا بیوی کو دے دو کہ دوپٹہ بنالے، اور اس سے کہو کہ اس کے نیچے استر لگالے تاکہ بدن نہ جھلکے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جہنمیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے دیکھا نہیں، (یعنی وہ اس وقت تک موجود نہیں تھے) ایک وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے، جس کے ذریعہ وہ لوگوں کی پٹائی کریں گے۔ (مراد ظالم حکمراں ہیں) دوسری وہ عورتیں ہیں جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر ننگی ہوں گی۔ وہ لوگوں کو مائل کریں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر اونٹ کے جھکے ہوئے کوہان کی طرح ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی، داخل ہونا تو دور کی بات ہے وہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور دور سے محسوس کی جاسکتی ہوگی۔

ایک دور تھا کہ محدثین کو اس کی توجیہ کی ضرورت پڑتی تھی کہ ''کاسیات عاریات'' (جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر اس کے باوجود ننگی ہوں گی) سے کیا مراد ہے؟ چنانچہ مختلف توجیہیں ذکر کی گئی ہیں، مگر کسے معلوم کہ اللہ کے رسول ﷺ کی نگاہیں اس عہد کو دیکھ رہی تھیں جب کہ اس حدیث کی تشریح کے لئے کسی شرح کی ضرورت نہ ہوگی، لوگوں کی عملی زندگی اس کی سراپا تفسیر بن جائے گی، عہد حاضر میں ''کاسیات عاریات'' کا نمونہ ہر شاہراہ پر آپ کو مل جائے گا۔

☆☆☆